روایتِ حدیث میں خواتین کا کردار: صحاحِ ستہ کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

The Role of Women in Hadith narration: A Research review in the context of Sihah-e-Sitta

Hussain Ahmad
Research Scholar, Department of Qurah o Sunnah, University of Karachi
Hussainsaif3030@gmail.com

Altafur Rehman
Ph.D Scholar, Department of Usooluddin, University of Karachi.
altafakhon1@gmail.com

Shahid ur Rahman
Research Scholar, Department of Usooluddin, University of Karachi
Shahidhafiz663@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract:
It is very important part of Islamic history that the woman participated in the narration of the golden comments of the Messenger of Allah (S L A) as well as man. And else this, the women has got two rewords that the men never got it, one of them is :(1) There is no woman blamed by lie among the narrators.(2) while the other specific point is that there is no Muslim scholar has rejected the narration of a women while there a large number of male narrator which have been rejected by Muslim scholars. So in this article we are going to explain an introduction of the female narrators in Sihah e Sittah. Secondly the Muslim jurisprudence described so many important Issues and comments of Shariah which has been declared by the women narration, A part of this article has been specified for description of these issues.

Keywords: *Islam, Women, Hadith, Sihah e Sittah, Narration*

ابتدائیہ:

اسلام کو اللہ تعالی نے ایک معتدل، متوازن اور سراپا انصاف دین بنایا ہے، اور دینِ اسلام میں ہر مخلوق کے حقوق اور ذمہ داریاں اس کی تخلیق، فطرت اور صلاحیتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مقرر کی گئی ہیں، چنانچہ اسلام میں جس طرح مردوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی رعایت کرتے ہوئے کیا گیا ہے بالکل اسی طرح عورتوں کی فطری صلاحیت، صنفِ نازک کی قوت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کی ذمہ داریوں اور حقوق کا تعین کیا گیا ہے جو کہ عینِ اعتدال اور سراپا انصاف ہے۔

اسلام سے پہلے عورت کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں تھا، اس کو محکوم اور باندی سمجھا جاتا ہے، لڑکی کو زندہ در گور کر دینا، اور اس کو ہر قسم کے حقوق سے محروم کرنے کا رواج تھا، عورت ایک مظلوم، مجبور اور ذلیل مخلوق تھی، اسلام نے آکر اس کو عزت دی، معاشرے میں مقام دیا، اور اس کو ہر طرح کے حقوق دیے، عورت اگر ماں ہے تو جنت کے حسین باغیچے اس عظیم ماں کے قدم کے نیچے رکھ دئے گئے، دنیا میں سب سے زیادہ انسان کی عزت، احترام اور حسنِ سلوک کی مستحق ماں کو قرار دیا، ماں کی نافرمانی کو سنگین جرم اور قابلِ سزا گناہ قرار دیا، [1] اگر عورت بہن ہے تو بھائی کو اپنے دیگر بھائیوں سے زیادہ بہنوں سے اچھے سلوک اور ان کے حقوق کے تحفظ کا حکم ارشاد فرمایا، جس طرح اسلام نے ماں باپ میں سے ماں کا حق زیادہ رکھا اسی طرح بہن بھائی میں

سے بہن کا حق زیادہ رکھا، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک صحابی دربار نبوی علیہ الصلاۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میں سب سے زیادہ کس کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ اچھا سلوک، حسنِ سلوک، اچھا برتاؤ اپنی ماں کے ساتھ کریں، اور اپنے باپ کے ساتھ اور اپنی بہن کے ساتھ اور بھائی کے ساتھ اور اس کے ساتھ جس نے آزاد کیا ہے، (یعنی اگر آزاد شدہ غلام ہے، آزاد کرنے والے مولیٰ کے ساتھ) جس کا حق واجب ہے اور جس سے صلہ رحمی اور قرابت داری ہے۔[2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے اپنے تاریخی خطبے میں بیویوں کے حقوق سے متعلق خصوصی ہدایت کی، اور بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والوں، ان سے اچھا برتاؤ کرنے والوں کو بہترین مسلمان قرار دیا اور ان کے ساتھ بدسلوکی یا مارپیٹ کرنے والوں کو ناپسندیدہ قرار دیا، اور اگر عورت بیٹی ہے تو اس کی پرورش اور تربیت کو بہت بڑے اجر وثواب کا عمل بتایا، اور بیٹوں اور بیٹیوں میں برابری کی خصوصی تاکید کی۔[3]

اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے عورت کو روزگار کیلئے محنت کرنے سے، اپنے شوہر اور بچوں کیلئے کمانے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا اور اس کے مکمل اخراجات اور ضروریات کی ذمہ داری مرد پر مقرر کردی، اور وراثت میں مرد کے ساتھ عورت کا بھی حصہ مقرر کیا، غرض اسلام نے عورت کو ذلت اور پستی سے نکال کر عزت وآبرو کا مقام دیا، اگر کوئی انصاف کی نظر سے غیر جانبداری کے ساتھ بغور جائزہ لے، اور عورتوں سے متعلق اسلامی قوانین کا مطالعہ کرے تو بلاشبہ وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ حقوقِ نسواں کا حق اسلام ہی نے ادا کردیا ہے۔

خواتین کی علمی خدمات

اسلام نے مرد کی طرح عورت پر بھی حصولِ علم فرض قرار دیا ہے، ایک مسلمان عورت کیلئے اپنی زندگی شریعت کے احکام کے مطابق گزارنے کیلئے علم حاصل کرنا ضروری ہے، چنانچہ ہر دور میں مسلم خواتین حصولِ علم میں مردوں کے شانہ بشانہ جدوجہد کرتی نظر آتی ہیں، اسی مقصد کیلئے آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک دور میں عورتوں نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے دربار میں آکر اپنے لئے ایک علیٰحدہ علمی مجلس کے قیام کا مطالبہ کیا، جس کو آپ علیہ السلام نے منظور فرمایا، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ عورتوں نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ مرد حضرات ہمارے مقابلے میں آپ پر غالب آگئے (کہ وہ آپ کے ساتھ رہتے ہیں اور بہت استفادہ کرتے ہیں) لہٰذا ہمارے لیے ایک خاص دن مقرر فرمادیجیے، تو رسول خدا علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا اور اس دن ان کو وعظ ونصیحت فرمائی اور اسلامی احکام کی تعلیم دی۔[4] اسی وجہ سے تاریخِ اسلامی میں ایسی عظیم الشان، نہایت محترم اور تاریخ رقم کرنے والی خواتین کا ذکر ملتا ہے جو جملہ علوم وفنون میں مہارتِ تامہ اور دسترس رکھتی تھیں، کتبِ تراجم جن میں احادیث کے رواۃ کے احوال درج ہیں، ان میں ہے کہ بہت سی خواتین روایتِ حدیث میں مردوں سے فائق اور سبقت لے گئی ہیں۔

روایتِ حدیث میں خواتین کا کردار

حدیث کی روایت میں خواتین کی کاوشیں ایک روشن باب ہے، روایتِ حدیث میں جس طرح مردوں نے محنت اور مشقت برداشت کی، جانفشانی سے کام لیا ہے اور نہایت عرق ریزی اور احتیاط کے ساتھ حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمودات اور ارشادات امت تک پہنچانے میں کردار ادا کیا ہے، اسی طرح عورتوں نے بھی اس کارخیر میں خوب حصہ لیا ہے، اور اپنی حد تک علم حدیث اور دین کی وہ خدمت کی ہے کہ جس کی مثال تاریخ عالم کے دیگر ادیان میں نہیں ملتی، بلکہ عورتیں اس میدان میں مردوں سے دو باتوں میں بہت آگے ہیں:

پہلی بات: کوئی عورت متتمہ بالکذب نہیں ہے، حالانکہ مردوں میں بہت بڑی تعداد ایسے راویوں کی ہے جو متہم بالکذب ہیں۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ما علمت امرأة اتهمت[5]

دوسری روایت: اور دوسری خاص بات یہ ہے کہ کسی عالم نے کسی عورت کی حدیث کو صرف اس وجہ سے نہیں چھوڑا کہ یہ عورت کی روایت ہے، بلکہ تمام علماء نے عورتوں کی روایات قبول کی ہیں۔ ان محدثات وفاضلات عورتوں نے دین کی محنت اور درس حدیث میں ان تھک محنت کی اور درس دیے، ان عظیم خواتین میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ ان کے خاوندوں نے ان سے علم حاصل کیا ہے جیسے فاطمۃ بنت المنذر رحمہا اللہ کہ ان کے شوہر حضرت ہشام ان سے روایت کرتے ہیں اور حضرت ہشام وہ شخصیت ہیں جو امام ابو حنیفہ، حضرات سفیانین وغیر ہم جیسے بڑے بڑے ائمہ کے استاذ ہیں، حضرت امام مالک کی بیٹی کہ ان کو پوری موطا زبانی یاد تھی، حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی بیٹی کہ انہوں نے اپنے والد کا سارا علم یاد کر لیا تھا اور ان کا نکاح حضرت نے اپنے ایک شاگرد سے کروایا تھا، جب شاگرد حضرت سعید کی مجلس میں جانے لگے تو خاتون نے فرمایا: یہیں ٹھہرو میں تمہیں حضرت سعید بن المسیب کا پورا علم سکھادیتی ہوں، اور صاحب بدائع علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی اہلیہ حضرت فاطمۃ السمرقندیہ بھی انہی محترم خواتین میں شامل ہیں، ان کے گھر سے جب فتویٰ جاری ہوتا تھا تو اس پر حضرت کے اور حضرت کی اہلیہ کے اور حضرت کے سسر کے دستخط ہوتے تھے، [6] جزاہن اللہ تعالیٰ خیراً۔ چنانچہ اس سلسلے میں علمائے کرام نے صرف خواتین راویات کے احوال پر کتب تالیف فرمائی ہیں، ذیل میں صحاح ستہ کی خواتین راویات کی تعداد اور ان کی مرویات کے متعلق ایک مختصر جائزہ وخاکہ پیش کیا جاتا ہے:

خواتین اسلام اور علم حدیث:

اسلام کے ابتدائی دور سے موجودہ دور کے جدید ترقیاتی ٹیکنالوجی نظام تک، بے شمار پردہ دار، نیک سیرت مسلم ماؤں بہنوں نے شریعت کی حدود کو قائم رکھتے ہوئے میدانِ علم وفنون سے لے کر معرکہ ہائے جہاد وقتال تک، زندگی کے ہر پہلو، ہر حصہ، ہر شعبہ میں بھرپور حصہ لیا ہے، اور تعمیرِ معاشرہ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، جس کا انکار ناممکن ہے، حدیث اور روایتِ حدیث میں کردار ادا کرنے والی خواتین کی سب سے پہلی جماعت، سب سے پہلا لشکر، ہر اول دستہ، اس میدان میں لیڈر اور قائد وہ خواتین ہیں، جنہیں رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے دربار میں باریابی کا شرف حاصل ہوا، اور وہ خواتین جنہوں ان مقدس خواتین کی زیارت کا اور ان سے کسبِ فیض کا شرف ملا، اس لئے سب سے پہلے ان راویات کا مختصر اور اجمالی نقشہ صحاح ستہ کے تناظر میں پیش کیا جاتا ہے:

صحابیات:

صحابیات میں ازواج مطہرات، امت کی ان عظیم ماؤں کو رسول خدا علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہر لحاظ دوسروں سے زیادہ شرف وفضیلت حاصل رہی، چنانچہ روایتِ حدیث کے میدان میں ان کی کاوشیں، ان کی محنت، ان کی مشقتیں سب سے بڑھ کر ہیں، جن صحابیات نے روایتِ حدیث کے ذریعہ حفاظتِ حدیث، حفاظتِ دین کی کاوشوں میں اپنا نام رقم کروایا، ان کی تعداد 700 سے زائد بتائی گئی ہے اور ان سے کبار صحابہ کرام اور عالی مرتبت ائمہ وفقہاء نے تحصیل علم کیا۔ امام ابن حزم اپنی کتاب "اسماء الصحابة الرواة وما لكل واحد من العدد" کے اندر کم وبیش ایک سو پچیس صحابیات کا ذکر ہے، جن سے احادیث مروی ہیں اور ان کے حساب وکتاب کے کے مطابق صحابیات سے منقول احادیث کی کل تعداد دو ہزار پانچ سو ساٹھ ہے۔ جبکہ صحاحِ ستہ میں کل 215 خواتین (صحابیات، تابعیات، تبع تابعیات) کی روایات موجود ہیں۔ جن میں سے کل (104) صحابیات، (108) تابعیات اور (3) تبع تابعیات کی روایات مروی ہیں۔ اور ان تمام خواتین راویات سے صحاحِ ستہ میں تقریباً (2943) احادیث مروی ہیں۔ ذیل میں چند مشہور صحابیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ:

صحابیات میں ام المومنین عائشہ صدیقہ عنہا رضوان اللہ سے سب سے زیادہ روایات کی سماعت ہے، حضرت عائشہ رواۃ صحابہ میں مکثرین میں سے ہیں، ان سے مروی کل احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔[7] رویات کی کثرت کے اعتبار سے وہ چھٹی پوزیشن پر ہیں۔ امام زہری لکھتے ہیں کہ:لو جمع علم عائشة إلى علم جميع أمهات المؤمنين وعلم جميع النساء لكان علم عائشة أفضل-[8]

آپ رضی اللہ تعالی عنہانے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے براہ راست، بہت زیادہ روایات روایت کی ہیں۔ تہذیب الکمال میں آپ کی مرویات کے بارے میں یہ جملے استعمال ہوئے ہیں: روت عن النبي ﷺ الكثير الطيب[9] یعنی آپ رضی اللہ تعالی عنہانے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے بہت زیادہ علم اور صحیح روایات روایت کی ہیں۔

آپؓ نے صحابہ کرام سے بھی روایت کی ہے مثلاً: اپنے والد، خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے، حضرت عمر، حضرت فاطمہ ،حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت اسید بن حضیر، جذامہ بنت وہب، اور حمزۃ بنت عمرو رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے روایت کی ہے۔[10]

جبکہ آپؓ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام میں خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ۔ حضرت کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابو موسی الاشعریؓ، زید بن خالدؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ربیعۃ بن عمرو الجرشیؓ، حضرت سائب بن یزیدؓ، حضرت صفیہ بنت شیبہؓ، حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ، حضرت عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

صحاح ستہ میں آپ کی مرویات کی تعداد:

صحیح بخاری میں آپ کی مرویات کی تعداد تقریباً ایک ہزار سے زائد ہے جن میں سے اکثر حضرت مسروق کے طریق سے مروی ہیں۔ صحیح مسلم میں تقریباً پانچ سو مرویات ہیں، سنن ابی داوٗد میں تقریباً تین سو اکیاسٹھ ہیں، سنن نسائی میں پانچ سو سے زائد ہیں، سنن ترمذی میں تین سو تیس سے زائد ہیں، سنن نسائی الکبریٰ میں ۹۸۰ کے قریب ہیں، سنن ابن ماجہ میں تقریباً تین سو اٹھائیس احادیث مروی ہیں، رضی اللہ تعالی عنہا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ:

ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بعد ام المومنین حضرت ام سلمہ عنہا رضوان اللہ اس میدان میں نمایاں مقام رکھتی ہیں، علم حدیث میں ان کی شان و مقام کے متعلق محمد بن لبید فرماتے ہیں: "كان ازواج النبي صلى الله عليه وسلم يحفظن من حديث النبي صلى الله عليه وسلم كثيرا مثلا عائشة وام سلمة" یعنی عام طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث بہت زیادہ محفوظ رکھتی تھیں، مگر حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ اس سلسلہ میں سب سے ممتاز ہیں، حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرنے والوں میں آپ کی اولاد: عمر اور زینب، اور آپ کے مکاتب حضرت نبہان، آپ کے بھائی عامر بن ابی امیہ، آپ کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ بن رافع، نافع، سفینہ، ابو کثیر اور سلیمان بن یسار ہیں، جو سب کے سب عظیم صفات کی حامل شخصیات ہیں۔ اسی طرح حضرت سے حضرت ابن عبّاس حضرت عائشہ حضرت ابوسعید الخذری حضرت قبیصہ بن ذویب، اور حضرت نافع مولی ابن عمر، اور حضرت عبد الرحمن بن الحارث وغیرہم جیسے جلیل القدر حضرات راویات نقل کرتے ہیں۔

صحاح ستہ میں آپ کی مرویات کی تعداد:

آپ رضی اللہ تعالی عنہا کی کل مرویات کی تعداد تین سو اٹھتر ۳۷۸ ہے،[11] صحیح بخاری شریف میں مکررات سمیت انتیس ہے، صحیح مسلم میں مکررات سمیت بہتر ہے، سنن ابن ماجہ میں انہتر، سنن ترمذی میں سینتالیس احادیث مروی ہیں، البتہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے وفی الباب کہہ کے بہت سے مقامات پر ان کا حوالہ دیا ہے جو اچھی خاصی تعداد ہے، سنن نسائی الصغری میں اناسی، سنن ابی داوٗد میں تریسٹھ اور سنن نسائی الکبریٰ میں ایک سو بیانوے مرویات ہیں

۔ان دونوں امہات المومنین کی طرح دوسری ازواج مطہرات نے بھی حدیث کی روایت اور اشاعت میں بھرپور حصہ لیااور ان سے بھی بڑے جلیل القدر صحابہ اور تابعین نے احادیث لی ہیں، مثلاً ام المومنین حضرت میمونہؓ ہیں۔ان سے (76)، حضرت ام حبیبہؓ سے(65)، حضرت حفصہؓ سے(60)، حضرت زینبؓ بنت جحش سے(11) حضرت جویریہؓ سے (7) حضرت سودہؓ سے(5)، حضرت خدیجہؓ سے(1)، مزید براں آپ کی دونوں لونڈیوں میمونہ اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہن سے دودو حدیثیں مروی ہیں۔امہات المومنین کے علاوہ صحابیات میں مشکل ہی سے کوئی صحابیہ ایسی ہوں گی جن سے کوئی نہ کوئی روایت موجود نہ ہو، چنانچہ آپ کی پیاری، جنت کی عورتوں کی سردار، حضرت فاطمہ عنہا رضوان اللہ سے(18)، آپ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ سے(11) حدیثیں مروی ہیں۔

تابعیات و تبع تابعیات:

تابعیات وہ خواتین کہلاتی ہیں، جنہوں نے ایمان کی حالت میں صحابیات یا کسی بھی صحابی کی زیارت کی، چنانچہ بہت سی ایسی خواتین ہیں، جنہوں نے صحابیات حتی کہ ازواجِ مطہرات کے گھروں میں تربیت پائی، پھر ان خواتین کو جو کچھ ازواج مطہرات سے علم حاصل ہو، جو علم انہوں نے پایا، اس علم کی ترویج کی کوشش کی، چنانچہ جس طرح صحابیات نے علم حدیث کی نشرواشاعت اور حدیث پھیلانے میں کردار ادا کیا، اسی طرح ان تابعیات نے بھی اس نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ایسا بھی روایات میں ملتا ہے کہ تابعیات میں سے، بہت سی نیک سیرت خواتین کا حلقہ درس قائم ہوتا، اور پردہ میں رہ کر حدیث بیان فرماتیں۔علامہ ابن حجر العسقلانی کی مشہور کتاب "تقریب التھذیب" دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میدان میں کردار ادا کرنے والی تابعیات کی تعداد ایک سو اکیس(121) تابعیات اور تبع تابعیات کی تعداد(26) ہے، جبکہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، جامع الترمذی، سنن نسائی اور ابن ماجہ میں ٹوٹل ایک سو آٹھ(108) تابعیات سے روایات مروی ہیں۔چند مشہور تابعیات کی خدمات کا تذکرہ پیش ہے:

حضرت حفصہ بنت سیرین:

آپؒ نے بہت سے صحابہؓ وتابعینؒ سے حدیث روایت کی ہے، جن میں انس بن مالک اور ام عطیہ وغیرہ شامل ہیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں ابن عون، خالد الحذاء، قتادہ وغیرہ حضرات کا نامِ نامی آتا ہے۔ فن اسماء الرجال کے مشہور امام یحیی بن معین ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "ثقة حجة"۔[12] اور حضرت ایاس بن معاویہ تحریر کرتے ہیں کہ: "ما ادركت احد ا افضلته على حفصة" میں نے حفصہ سے زیادہ علم وفضل والی کوئی دوسری شخصیت نہیں دیکھی، علامہ ذہبیؒ جو اس میدان کے عظیم شہسوار ہیں، انہوں نے حفاظ اور ثقات کے دوسرے طبقے میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔[13]

حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر:

آپ کا تعلق بڑے ہی بابرکت گھرانے سے تھا۔ خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ انکے دادا، ام المومنین حضرت عائشہؓ ان کی پھوپھی، ام المومنین ام سلمہؓ ان کی خالہ تھیں۔اپنی پھوپھی حضرت عائشہؓ کے زیر نگرانی ان کی تربیت ہوئی۔اسی بناء پر علم وفضل میں ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ان کا نکاح حضرت عائشہؓ نے ان کے خالہ زاد بھائی منذر بن زبیر بن عوام سے کیا تھا، جو کہ ان کی خالہ حضرت اسماء کے فرزند تھے۔یہ شادی بڑی مبارک ثابت ہوئی اور ان کے ہاں دو بیٹے عبد الرحمن اور ابراہیم پیدا ہوئے اور ایک بیٹی قرینہ پیدا ہوئی۔یہ دونوں بیٹے اپنے دور کے مشہور ومعروف عالم فاضل بنے۔منذر بن زبیر کے انتقال کے بعد حضرت حسین بن علی بن ابی طالبؓ نے ان سے نکاح کیا۔[14] حضرت حفصہؒ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے علم حاصل کیا۔وہ اکثر وبیشتر اپنی پھوپھی حضرت عائشہؓ کے پاس رہا کرتی تھیں۔اور گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹایا کرتی تھیں۔ام المومنین جو بھی مسائل بیان فرماتی یہ انہیں غور سے سن کر یاد کر لیا کرتی تھیں۔امام عجلی کا کہنا ہے کہ حفصہ بنت عبد الرحمن ثقہ تابعہ ہیں۔ابن حبان نے اپنی کتاب "کتاب الثقات" میں ذکر کیا ہے[15]۔علامہ ابن حجر نے انہیں ثقہ اور رواۃ کے تیسرے طبقے میں شمار کیا ہے۔[16] انہوں نے اپنے والد عبد الرحمن بن ابی ابکر الصدیق اور اپنی پھوپھی ام المومنین

حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں عبدالرحمن بن سابط، عراک بن مالک، عون بن عباس اور یوسف بن ماہک شامل ہیں۔[17]

صحاح ستہ کی منفرد رواۃ کی روایات کا اجمالی خاکہ:

صحاح ستہ میں جابجا ہمیں خواتین کی منفرد روایات ملتی ہیں جن پر کسی ناقدِ حدیث نے جرح نہ کی اور ان روایات کو محدثین نے اپنی عظیم کتب احادیث میں جگہ دی۔ ذیل میں صحاح ستہ میں موجود منفرد خواتین کی روایات کے اعداد و شمار پیش کیے جارہے ہیں جس سے خواتین کا خدمت حدیث کا کارنامہ خوب واضح ہو جائے گا۔

(1) خاری شریف کی منفرد خواتین رواۃ کی تعداد 8 ہے۔

(2) صحیح مسلم شریف کی منفرد رواۃ کی تعدداد 6 ہے۔

(3) سنن ترمذی کی منفرد خواتین رواۃ کی تعداد ہے۔

(4) سنن ابوداود کی منفرد رواۃ کی تعداد ۳۵ یا ۳۸ ہے۔

(5) سنن نسائی کی منفرد رواۃ کی تعداد ۱۸ ہے۔

(6) سنن ابن ماجہ کی منفرد خواتین رواۃ کی تعداد ۲۴ ہے۔

یہ کل تقریبا 115 کی تعداد بنتی ہے۔ ان منفرد دراویات کی روایات کو مقام قبول دینا اور ان کی احادیث کو اپنی کتب میں ذکر کرنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ مسلم خواتین نے علم حدیث کی خدمت میں کردار ادا کیا اور محدثین کرام نے ان کے علمی مقام کو سراہتے ہوئے ان روایت کا اپنی کتب میں ذکر بھی کیا۔

خواتین کی ان منفرد روایات کا تذکرہ جس سے فقہی احکام کا استخراج کیا گیا ہے:

کسی بھی حدیث کے مقبول ہونے کی ایک ادنی سی علامت یہ ہے کہ بلند پایہ محدثین اس حدیث اپنی تصنیف و تالیف میں بغیر جرح کے روایت کر دیں ۔ لیکن اس روایت کردہ حدیث کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب اس روایت سے کسی معاملے میں استشہاد کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سابق میں یہ خوب واضح ہو گیا کہ خواتین کا اسلام میں کیا مقام ہے اور انہوں نے خدمتِ حدیث میں کیسا قابل قدر کردار ادا کیا۔ لیکن ذیل میں اب جس بات کا ذکر کیا جائے گا اس کی نظیر دوسرے مذہب میں کہیں نہیں ملتی، وہ یہ کہ خواتین کی منفرد روایات کو فقہائے کرام نے نہ صرف قبول کیا بلکہ ان روایات سے شریعتِ مطہرہ کے بہت سے کا استخراج بھی کیا۔ ذیل میں خواتین کی ان چند منفرد روایات اور اس سے ثابت ہونے والے مسائل میں کچھ مسائل بطور نمونہ کے ذکر کیے جاتے ہیں.

وضو میں کسی سے مدد طلب کرنا:

وضو کرتے ہوئے کسی سے مدد طلب کرنا، یعنی پانی طلب کرنا، یا پانی اعضاء ر ڈلوانا وغیرہ جائز ہے، البتہ مدد کی یہ صورت کہ مدد کرنے والا ہاتھ پاؤں دھلوادے، یہ بغیر کسی عذر کے مکروہ ہے، مدد کی پہلی صورت کے جائز ہونے کی دلیل حضرت ام عیاش رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث ذیل ہے: حَدَّثَنَا أَبِي رَوْحُ بْنُ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ أَبِيهِ، أُمِّ عَيَّاشٍ، وَكَانَتْ أَمَةً لِرُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُوَضِّئُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا قَائِمَةٌ، وَهُوَ قَاعِدٌ ترجمہ: حضرت ام عیاش جو حضرت رقیہ بنت رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی باندی ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو وضو کرواتی تھیں، اس طرح کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام بیٹھے (بیٹھ کر ہاتھ پاؤں دھو رہے) ہوتے اور میں کھڑی (ہو کر پانی بہا رہی ہوتی) تھی۔ عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ

فَقَالَتْ: «تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِي يُغَيِّبُ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا[18] حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ عورت بڑی چادر میں نماز پڑھے گی،ایسی چادر جو اس کے قدموں کو بھی چھپادے۔

ثابت ہونے والے مسائل:

(1) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آزاد عورت جب نماز پڑھے تو اس کے لئے قدموں کا چھپانا بھی لازم ہے جیسے کلائیوں اور کہنیوں کا چھپانا واجب ہے۔

(2) اس سے ایک یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بال، یا سینہ یا قدم ظاہر ہوں اور اسی حالت میں وہ نماز پڑھے تو وقت کے اندر اس نماز کا لوٹانا مستحب ہے۔

(3) ستر عورت نماز میں واجب ہے، اگر عورت ستر عورت کے بغیر نماز ادا کرے گا اس کی نماز درست نہیں ہوگی۔

(4) مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے جبکہ عورت کو تمام بدن کا چھپانا واجب ہے سوائے چہرے ہاتھوں اور ٹخنوں کے، یہ امام اوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ کا قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ اگر قدم کا ظاہر کھلا رہا تو نماز جائز ہے، اس سلسلے میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی عضو چوتھائی حصے سے کم کھلا رہا تو نماز جائز ہے جس کی دلیل دوسری احادیث اور قیاس ہے۔

کیا تہجد کیلئے اذان دی جاسکتی ہے؟

عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمَّتِهِ أُنَيْسَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَذَّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا، وَإِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَلَا تَأْكُلُوا وَلَا تَشْرَبُوا[19] حضرت انیسہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس وقت حضرت اُمّ مکتوم کا لڑکا اذان دے تو تم لوگ کھاؤ اور پیو اور جس وقت حضرت بلالؓ اذان دیں تو تم لوگ نہ کھاؤ اور نہ پیو۔ حضرت رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں تہجد کے وقت میں بھی اذان ہوا کرتی تھی، اور حضرت ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ یہ اذان دیا کرتے تھے، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ فجر کی اذان دیا کرتے تھے، اسی سلسلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہوا ہے کہ آج کل بھی تہجد کی اذان دی جاسکتی ہے؟ تو بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ یہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خصوصیت تھی، اب نہیں دی جاسکتی، جبکہ بعض حضرات اس کے جواز کے قائل ہیں، مگر کیا یہ اذان اذان فجر کیلئے کافی ہوگی۔۔؟ یعنی اس اذان کے بعد وقت داخل ہونے پر دوبارہ فجر کی اذان دینا ضروری ہوگا یا نہیں، اس میں اختلاف ہے، بعض حضرت نے یہی اذان کافی قرار دی ہے، اسی طرف امام شعبی، امام اوزاعی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ مائل ہوئے ہیں، جبکہ دیگر حضرت کا کہنا ہے کہ یہ اذان فجر کیلئے کافی نہیں ہوگی، بلکہ جب فجر کا وقت داخل ہو تو فجر کیلئے اذان دینی ہوگی۔

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں دو اذانیں ہوتی تھیں ایک تو تہجد کی نماز کیلئے اور دوسری نماز فجر کے لئے، دونوں متعلق مختصر فقہی کلام شروع میں مذکور ہو چکا ہے۔

(۲) نابینا کو اذان کے لیے مقرر کر سکتے ہیں جب کہ اسے وقت بتانے والا کوئی ہو۔

(۳) یہ کہ ایک مسجد میں دو یا زیادہ مؤذن ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس حدیث کے بعض طرق میں، اسی طرح دوسری احادیث میں ایک سے زائد مؤذن ہونے کا بھی ذکر ہے۔

(۴) ہمارے ملک میں اذان صبح صادق کی علامت ہے اگر یہاں سحری کی اذان دی گئی تو کوئی فجر کے شبہ میں سحری نہ کھا سکے گا یا کوئی دوسری اذان کو پہلی سمجھ کر دن میں کھا کر روزہ خراب کریگا، اس لیے اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

عورت کا کفن، نیز تبرک بآثار الصالحین جائز ہے:

حضرت رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی تین صاحبزادیاں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی میں دنیا سے رحلت فرما گئی ہیں، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ان خواتین کو جو نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے غسل کی تعلیم فرمائی، اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ان خواتین کو کفن بھی مرحمت فرمایا اور ساتھ ساتھ اپنی ایک چادر مبارک بھی مرحمت فرمادی جس سے جسم اقدس کے کو ڈھکا گیا، علمائے کرام نے اس حدیث سے عورت کے کفن مسنون کے مسائل اور تبرک بآثار الصالحین کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے، یہ حدیث بھی ایک خاتون حضرت لیلی بن قانف سے مروی ہے، جو حضرت رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی صاحبزادی کے تجہیز و تکفین میں شریک تھیں، چنانچہ وہ فرماتی ہیں کہ: ابْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي نُوحُ بْنُ حَكِيمٍ الثَّقَفِيُّ – وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ – عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ قَدْ وَلَّدَتْهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ زَوْجُ النَّبِيِّ –صلى الله عليه وسلم– عَنْ لَيْلَى بِنْتِ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ –ﷺ– عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمِلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الآخِرِ قَالَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا۔ لیلی بنت قانف فرماتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی صاحبزادی ام کلثوم کو غسل دیا، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے کفن کے لئے جو سب سے پہلے کپڑا دیا وہ ازار تھا، پھر قمیص، پھر اوڑھنی، پھر لحاف سب سے آخر میں ایک کپڑا دیا، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام دروازے کے پاس تشریف فرما تھے اور ان کے پاس ام کلثوم کا کفن تھا اور وہ ہمیں ایک ایک کپڑا دے رہے تھے۔[20]

<u>حدیث شریف سے حاصل ہونے والے مسائل</u>

(1) مذکورہ حدیث میں عورت کے کفن کا بیان ہے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی کے کفن کے لئے سب سے پہلے ان عورتوں کو ازار دیا، پھر قمیص دی، پھر اوڑھنی دی، پھر لحاف دیا اور آخر میں ایک اور کپڑے میں لپیٹ دیا۔ یہ مذکورہ کفن کل پانچ اشیا پر مشتمل ہے۔ جبکہ مرد کا کفن تین اشیا پر مشتمل ہوتا ہے جس میں قمیص اور عمامہ نہیں ہوتا۔

(2) حضور پُرنور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کفن میں اپنا تہبند اقدس عطا فرمایا، اور غسل دینے والی بیبیوں کو حکم دیا کہ اُسے ان کے بدن کے متصل رکھیں۔ جس کا تذکرہ صحیحین میں موجود ہے۔ بطور نمونہ کے کچھ مسائل ذکر کیے گئے ہیں، ورنہ سینکڑوں مسائل فقہائے کرام نے بیان فرمائے ہیں جو صرف خواتین کی روایات سے ثابت ہیں، حضرت بریرہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت (جو سنن نسائی میں مروی ہے) سے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے تین سو کے قریب مسائل مستنبط فرمائے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث افک سے امام مسلم رحمہ اللہ کی صحیح مسلم کے عظیم شارح علامہ نووی رحمہ اللہ نے اٹھاون سے زیادہ مسائل مستنبط فرمائے ہیں، اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو مسائل اس حدیث کے فوائد کے تحت بیان فرمائے ہیں ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔

خلاصہ:

اسلام کے ابتدائی دور سے موجودہ دور کے جدید ترقیاتی ٹیکنالوجی نظام تک، بے شمار پردہ دار، نیک سیرت مسلم ماؤں بہنوں نے شریعت کی حدود کو قائم رکھتے ہوئے میدانِ علم وفنون سے لیکر معرکہ جہاد وقتال تک زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ میں بھرپور حصہ لیکر تعمیرِ معاشرہ میں نمایاں کردار ادا کئے

ہیں، جس کا انکار نا ممکن ہے۔حدیث اور روایتِ حدیث میں کردار ادا کرنے والی خواتین کی سب سے پہلی جماعت ان خواتین پر مشتمل ہے، جنھیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں باریابی کا شرف حاصل ہوا، اور وہ خواتین جنھوں نے ان مقدس خواتین کی زیارت اور ان سے کسبِ فیض کا شرف ملا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

1- محمد اسماعيل ،صحيح البخاري،دار طوق النجاة،1422ھ ج3ص171

Muhammad Ismail, Sahih al-Bukhari, Dar Touq al-Najat, 1422 AH, part 3, p. 171

2- أبو القاسم تمام الدمشقي ،فوائد تمام، مكتبة الرشد – الرياض، ج2ص277

Abu Al-Qasim Tammam Al-Dimashqi, Benefits of Tamam, MAktabah Al-Rushd - Riyadh, Vol. 2, p. 277

3- صحيح البخاري: ج3ص101 Sahih al-Bukhari: Vol: 3, p. 101

4- Ibid

5- امام الذهبی ميزان الاعتدال، دار المعرفة ، بيروت، ج4ص604

Imam al-Dhahabi, Balance of Moderation, Dar al-Ma'rifah, Beirut, vol.4, p.604

6۔ عبد القادر محيي الدين الحنفي ،الجواهر المضية في طبقات الحنفية، مير محمد كتب خانه – كراتشي،1405ھ ج2 ص 244

Abd al-Qadir Muhyi al-Din al-Hanafi, Aljawahir al Maziya fi Tabqaat al Hanfiyah,Mir Muhammad Kutab Khana - Karachi, 1405 AH, Part 2, p. 244

7- علامه زرکلی،الأعلام، دار العلم للملايين،1412ھص3 ج 240

Allama Zarkali, Al-Alam, Dar Al-Ilm Lilmalaen, 1412 H. 3, Part 240.

8ابن حجر العسقلانی ،الإصابة في تمييز الصحابة، دار الكتب العلمية – بيروت، ج8ص233

Ibn Hajar Al-Asqalani, Al-Isaba fi tamtiz al sahabah, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah - Beirut, Vol. 8, p. 233

9- جمال الدين المزی ،تهذيب الكمال فی اسماء الرجال، مؤسسة الرسالة،2020ء، ج35ص227

Jamal Al-Din Al-Mazi, Tahdheeb Al-Kamal fi asma ul rijal, Musasah risalah, 2020, Vol. 35, p. 227

10۔ الإصابة في تمييز الصحابة: ج8ص234 Al-Isaba fi tamtiz al sahabah vol. z, b. 234

11- زرکلی،الأعلام، دار العلم للملايين,1412ھج8ص98 Zarkali, Al-Alam, Dar Al-Ilm Lilmalaen, 1412 Haj 8, p. 98

12- ابن حجرالعسقلانی،تهذيب التهذيب،دائرة المعارف النظامية، الهند1422ھ ج8ص438

Ibn Hajar al-Asqalani, Tahdheeb al-Tahdheeb, Daerah al marif nizamiah, India 1422 AH, part 8, p. 438

13-شمس الدين الذهبی،تذكرة الحفاظ دار الكتب العلمية بيروت-لبنان ج1 ص9

Shams al-Din al-Dhahabi, Tadhkirat al-Hafiz, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut-Lebanon, Part 1, pg. 9

14-ابن سعد،لطبقات الكبرى، دار الكتب العلمية ،بيروت ج8 ص342

Ibn Saad, Tabaqat al-Kubra, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Vol. 8, p. 342

15- تهذيب الكمال فی اسماء الرجال : ص 153 Tahdheeb Al-Kamal fi asma ul rijal:p. 153

16-ابن حجر العسقلانی، تقريب التهذيب دار الرشيد،سوريا،1422ھ ص745

Ibn Hajar al-Asqalani, Taqreeb al-Tahdheeb, Dar al-Rashid, Syria, 1422 AH, p. 745

17- تهذيب التهذيب: ج 12ص 410 Tahdheeb al-Tahdheeb: V,12 p. 410

18- سليمان بن اشعث ابو داؤد،سنن أبي داود، المكتبة العصرية، بيروت،1414ھ، ج1ص173

Suleiman bin Ashath Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, Al maktabah asriah, Beirut, 1414 AH, vol 1, p. 173

19- أحمد بن شعيب النسائي ،سنن النسائي، مكتبہ المطبوعات الإسلامية – حلب، ج2،ص10

Ahmed bin Shuaib Al-Nisa'i, Sunan Al-Nisa'i, Maktabah Al Matboat al Islamia- Aleppo, Vol. 2, pg. 10

20- سنن أبي داود: ج 3ص 200 Sunan Abi Daoud: volume 3, p. 200